AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مجاز قرآنیہ: قائلین مجاز کے استدلات کا تجزیہ

QUR'ANIC METAPHOR: AN ANALYSIS OF THE ARGUMENTS OF ITS PROPONENTS

Uzma Parveen
MPhil Research Scholar, Sheikh Zayad Islamic Center, The University of Punjab, Lahore, Pakistan, uzmaparveen7001@gmail.com
Dr. Haris Mubeen
Professor, Sheikh Zayad Islamic Center, the University of Punjab, Lahore, Pakistan

Abstract:
This article explores the concept of majaaz (figurative language or metaphor) within the Qur'an and its importance in the divine text. The research discusses the historical evolution and acceptance of majaaz across various Islamic fields, including linguistics, grammar, tafsir, hadith, and Islamic jurisprudence. Famous scholars from the second to the ninth Hijri century are analyzed to underscore their perspectives and arguments regarding majaaz. Through examination of their writings, the article illustrates how majaaz functions in interpretations. This study reaffirms that majaaz is not only acceptable but also essential in describing the profound depth and miraculous eloquence of the Qur'anic message.

Keywords: Majaaz, Quranic Interpretation, Islamic Linguistics, Figurative Language, Metaphor in Quran

تعارف موضوع

قرآن پاک اللہ احکم الحاکمین کی طرف سے نازل کی گئی لازوال اور بے مثال کتاب ہے یہ حضرت انسان کی خوش نصیبی ہے کہ اس مقدس ومطہر کلام کا مخاطب اس کو بنایا گیا ہے۔ یہ انسان کو جہالت کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر روئے اعلیٰ کی بلندیوں پر پہنچاتی ہے۔

قرآن حکیم کی تعلیمات، احکامات اور اس کے اسرار ورموز کو تفسیر ہی کے ذریعے سمجھا جاسکتا ہے قرآن حکیم کے اصل شارح اور مفسر تو محمد ﷺ تھے۔ مجوزین مجاز میں لغویین اور نحویین، ادباء اور نقاد، بلاغیین اور اعجازیین، مفسرین اور محدثین، اصولیین اور فقہاء کا ذکر قابل اہم ہے۔ قرآن وحدیث سے انسانوں کے لیے احکام حاصل کرتے ہوئے مجتہد، فقیہ، مفتی اسی صورت میں مسائل کا استنباط کر سکتا ہے جب اسے یہ معلوم ہو کہ یہ لفظ یا ترکیب میں حقیقی معنی میں استعمال ہو رہا ہے یا مجازی معنی میں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ قرآن مجید کسی لفظ کو حقیقی طور پر استعمال کر رہا ہو اور فقیہ اس کو معنی مجازی مراد لے لے مثلاً لفظ "اعمی" اندھا ہونا حقیقی معنی آنکھوں سے اندھا ہونے میں بھی استعمال ہوا ہے اور مجازی معنی عقل سے اندھا، سوچ سمجھ سے عاری کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس وجہ سے یہ بحث استنباط احکام میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔

اگر قرآن کو مجاز سے خالی مان لیا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ قرآن تاکید، حذف اور تصریف قصص سے بھی خالی ہے۔ جس سے اس علم کی اہمیت مزید واضح ہوتی ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان فی علوم القرآن میں 56 علوم القران بیان کیے ہیں اور ان کے علاوہ مفسرین نے مزید علوم کی تعداد بیان کی ہے۔ مجاز علوم القرآن کا ایک اہم ترین علم ہے۔ قرآن میں مجاز اس لیے بھی اہم ہے کیونکہ اس کے آڑ میں کج رو لوگ مستشرقین کسی بھی لفظ کا غلط معنی مراد لیتے ہیں۔

مجاز کی لغوی واصطلاحی

خلیل احمد فراہیدیؒ (م170ھ) مجاز کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جزتُ الطريق جوازاً او مجازاً وجوزاً و جاوزته جوازاً: في معنى جزته، والمجاز : المصدر والموضع، والمجازة أيضا" [1]

[1] ۔ ابوعبدالرحمن، خلیل بن احمد، 170ھ، **کتاب العین**، محقق: فھدی مخزومی، مکتبۃ ھلال، س ن، ج:6، ص:165

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ابوالحسین البصریؒ(م436ھ)مجاز کی اصطلاحی تعریف:"هو المجاز الذى ما أفيد به معنى مصطلحاً عليه غير ما اصطلح عليه في أصل تلك المواضعة التي وقع التخاطب فيها "[1]

قائلین مجاز اوران کے استدلات کا جائزہ

لغویین ونحویین

دوسری ہجری امام النحات یعنی **امام سیبویہ**ؒ انہوں نے دوہجری میں کتاب لکھی۔امام عبدالقاہر جرجانیؒ فرماتے ہیں امام سیبویہؒ کی کتاب عام طور پر لغت کی تحقیق سے متعلق ہے بلکہ اس کتاب کی حقیقت سے مجاز کیلئے دلیل یہ ہے کہ امام سیبویہؒ نے جوکچھ بیان کیا ہے وہ لغت میں مجاز کا اثبات ہے۔
تیسری صدی کے شروع میں **فراء نحوی**ؒ **اورابوعبیدہ معمر بن مثنی** ؒ کے ہاتھوں "مجازات قرآن" شائع ہوئی۔مجاز کے معاملے میں ابوالفراء نے امام سیبویہؒ کی کتاب کو مصدر کے طور پر اختیار کیا ہے۔امام فراءؒ کی کتاب" معانی القرآن" مجاز کے واضح اشارے سے خالی نہیں ہے انہوں اس کا نام استعارہ رکھا جو مجاز کی واضح قسم ہے۔مجاز کے علاقے کی طرف اشارہ کیا ہے۔[2]
چوتھی صدی میں **ابن جنی**ؒ کی مباحث میں ظاہر ہوئی۔مجاز کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔انہوں نے عربی لغت میں مجاز کو شامل کیا۔[3]
پانچویں اور چھٹی صدی: پانچویں اور چھٹی صدی کے آغاز پر آتے ہیں تو **ابوالبقاء عکبری**ؒ،ابوطیب متنبیؒ کے مجموعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ان کے نزدیک مجاز نصوص کے اسرار اوران میں موجود تخلیقی صلاحیتوں،خوبصورتی اور لطیف انداز کو بیان کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔[4]

ادباءاور نقاد

دوسری ہجری

ابوزید قرشیؒ تیسری صدی ہجری کے ایک ماہر ادبی نقاد تھے۔انہوں نے ادباء اور نقادوں کے ساتھ مجاز کی تلاش شروع کی۔ان کی کتاب "**جمهرة اشعار العرب**" کے مقدمے میں مجاز سے متعلق دو مرتبہ وضاحت کی۔

- پہلی بار جہاں انہوں نے تمہید کا عنوان دیا،"**اللفظ المختلف و مجاز المعانی**"

دوسری بار مقدمے کے درمیان میں انہوں نے واضح تعارف کے ساتھ کہ مجاز سے ان کی مراد وہی تھی جو متاخرین علماء کی تحقیق نے ثابت کی ہے اس کا متن یہ ہے" وفي القرآن مثل ما في كلام العرب من اللفظ المختلف ومجاز المعاني"[5]

تیسری ہجری

ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظؒ نے مجاز کی تحقیق کے میدان میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ان کی کوشش کے بعد مصنفین واہل علم کے لیے رہنمائی کی روشنی تھی۔تشبیہ اور مجاز کے حوالے سے ان کا یہ بیان ان لوگوں کے جواب میں آیا جنہوں نے اللہ کے اس فرمان میں

---

[1] ۔ابوالحسن محمد بن علی بن طیب البصری المعتزلی،436ھ،**کتاب المعتمد فی اصول الفقه** ، محقق محمد حمید اللہ،مکتبہ دمشق، طبع اول:1964ء،ج:1،ص:25

[2] ۔عبدالعظیم ابراہیم محمد مطعینی،**المجاز فی اللغۃ والقرآن الکریم بین الاجازۃ۔۔والمنع**،مکتبة وهبة: قاہرۃ، طبع ثالث:2014،ج:1،ص:123
[3] ۔ایضاً
[4] ۔ایضاً
[5] ۔ابوزید محمد بن ابوالخطاب قرشی، **جمهرة اشعار العرب**،دارالصادر۔بیروت، طبع اول:2019ء،ص:10

﴿ فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ﴾[1]

انکار کیا کہا کہ دوڑ نا صرف ٹانگوں سے ہو سکتا ہے۔ اور سانپ کی کوئی ٹانگیں نہیں ہوتی۔ تو جاحظؒ نے ان کا جواب دیا اور بہت تفصیل بیان کی خلاصہ یہ ہے کہ عرب شعراء جنہوں نے سانپوں کو ہم سے زیادہ چلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اگر وہ اس کو چہل قدمی اور بھاگ دوڑ نہ کہتے تو یہ وہ چیز ہو گئی جو تمثیل اور متبادل کی بنا پر جائز ہے[2]۔

اللہ کا یہ فرمان

﴿ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴾[3]

قیامت کے دن ان کا ٹھکانہ ہو گا اور عذاب کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ لہذا جاحظؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ان کے کلام کے دستور کے موافق بات کی۔ جاحظؒ نے یہاں مجاز مراد لیا ہے کیونکہ اس میں ایک چیز دوسری چیز کی جگہ اور اپنے مالک کی جگہ لیتی ہے۔ اور یہ اصطلاحی تشبیہ نہیں ہے کیونکہ کوئی چیز بھی دوسری چیز کی جگہ نہیں لیتی اور نہ ہی اپنے مالک کی جگہ لیتی ہے[4]۔

چوتھی ہجری

قاضی علی بن عبد العزیز جرجانیؒ کی گراں قدر کتاب "الوساطة بين المتنبي و خصومه" میں مجاز کی بحث کے بارے میں جانیں گے۔ یہ ایک ایسی دستاویز ہے جو اس کے ادبی تنقید نگاروں پر تنقید کے حوالے سے پائی جاتی ہے۔ تنقیدی پہلوؤں میں سب سے نمایاں پہلو تشبیہ اور مجاز کا ہے۔[5]

تشبیہ کے درمیان کا فرق وہ یہ ہے کہ وہ حقیقت لغویہ ہے۔ اور استعارہ کا فرق وہ یہ ہے کہ وہ مجاز لغوی ہے۔ انہوں نے مجاز اور اس کے اسلوب کو خاص طور پر تنقید اور دفاع کے لیے استعمال کیا۔ ان کی تحریریں اس زمانے میں مجاز کی مقبولیت کی نشاندہی کرتی ہیں۔

پانچویں ہجری

شریف رضیؒ خواہ شیعہ تھے۔ لیکن اپنے اعتدال پسندی، فرقہ وارانہ تعصب سے دوری اور حق کی تلاش سے محبت کے لیے جانے جاتے تھے۔ اس کی دو بڑی کتابیں اس میدان میں گراں قدر اہمیت کی حامل ہیں۔ اور وہ دونوں کتابیں مجاز کے بیان میں ہیں جن کے نام یہ ہیں "مجازات النبوية" دوسری" تلخيص البيان في مجازات القرآن"۔ ایک معاصر نے شریف رضیؒ کے شیوخ کا جائزہ لیا جس میں ان مصادر و ذرائع کا ذکر کیا گیا ہے جن سے شریف رضیؒ نے استفادہ کیا۔ کیونکہ یہ قرآن شریف بلکہ لغت میں بھی مجاز کی اجازت کی گواہی ہے اور گواہی صرف اکیلے شریف رضی اللہ کی نہیں ہے بلکہ قدیم معروف مؤلفین کی بھی ہے[6]۔

چھٹی ہجری

ضیاء الدین ابن اثیرؒ ایک ایسے شخص تھے جو اپنے علم وادب شہرت اور اثر سے ممتاز تھے۔ اس ادبی میدان میں ابن اثیرؒ نے جو مقام حاصل کیا وہ ان کی معروف کتاب "المثل السائر في ادب الكاتب و الشاعر" ہے۔ یہ ادب تنقید اور بلاغت میں اپنا وزن رکھتی ہے۔ ابن اثیرؒ نے حقیقت اور مجاز کی بحث کے لئے ایک باب وقف کرنا[7]۔ جس میں انہوں نے مجاز کے وجود کو ثابت کیا اس کی نفی کرنے والے اور اس کی مخالفت کرنے والوں پر بحث کی اور ثبوت کے ساتھ بیان کیا۔

---

[1] ۔طہ، 20:20

[2] ۔المجاز في اللغة و القرآن الكريم، ج:1، ص:135

[3] ۔واقعہ، 56:56

[4] ۔المجاز في اللغة و القرآن الكريم، ج:1، ص:135

[5] ۔ علی بن عبد العزیز جرجانی، الوساطة بين المتنبي و خصومه، ناشر عیسیٰ البابی حلبی، طبع اول:1900ء، ص:38

[6] ۔شریف رضی، تلخيص البيان في مجازات القرآن، محقق: علی محمود مکتبۃ الحیاۃ، بیروت۔ لبنان، طبع:2020ء، ص: 86تا93

[7] ۔ضیاء الدین ابن اثیر، المثل السائر في ادب الكاتب و الشاعر، دار نھضۃ، الفجالۃ۔ القاھرۃ، طبع:2019ء، ج:1، ص:105

تیسری ہجری

ابو حسن علی بن عیسیٰ رمانیؒ بہت قابل قدر اور عظیم شخص تھے۔انہوں نے قرآن کریم کے وجوہ اعجاز کو ظاہر کرنے کے لیے رسائل لکھے۔معجزات کے بارے میں ان کے خیالات کا جائزہ ان کی کتاب " النكت في اعجاز القرآن" ہے۔جو بہت سے فوائد اور قطعی الفاظ کے ساتھ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے۔مجاز کے بارے میں ان کی دلیل قول ربانی

﴿إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ﴾[1]

یہاں عقیم کو ہوا سے مستعار لیا ہے۔ایک اور وجہ اعجاز یہ ہے کہ یہ ہوا کی ضمیر کی طرف عقیم کی نیت کے ساتھ مجاز عقلی ہے۔مثال سے واضح ہوتا ہے کہ امام رمانیؒ یہاں پر مجاز کو حقیقت سے زیادہ ابلغ مانتے ہیں۔لیکن مجاز ہمیشہ حقیقت سے زیادہ ابلغ نہیں ہوتا۔امام رمانیؒ سے اس میدان میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ان میں نصوص کا تجزیہ کرنے کی اعلیٰ صلاحیت اور لغت کو اصل میں تفویض کردہ معنی اور اس میں جو مجاز کے طریقے پر استعمال کیے گئے معنی کے درمیان ربط پیدا کرنے کی اعلیٰ صلاحیت، اور فقہ کے علم میں ان کی دیرینہ کوشش کی دلیل ہے۔[2]

چوتھی ہجری

ابو ہلال عسکریؒ، حسن بن عبد اللہ بن سہل عسکری متوفہ 395 ہجری۔ان کی مشہور ترین کتاب **"الصناعتين"** ہے۔اس کتاب میں سب سے نمایاں باب نواں ہے جو بدیع کی وضاحت کے بارے میں ہے۔اس میں 35 فصول ہیں۔جن میں سے ایک فصل استعارہ سے متعلق ہے۔جو مجاز کے مترادف ہے یا مجاز کی ایک قسم ہے۔ابو ہلال عسکریؒ استعارہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا

" الاستعارة نقل العبارة عن موضع استعمالها في أصل اللغة إلى غيره لغرض"[3]

استعارہ: عبارت کو اصل لغت میں استعمال کرنے کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہے۔تعریف میں ابو ہلال عسکریؒ نے مجاز یا استعارہ کے ایک رکن کو ذکر کیا ہے وہ رکن انتقال ہے۔علاقہ یا قرینہ کی طرف اشارہ نہیں کیا جو مجاز کے تکمیلی رکن ہیں۔

پانچویں ہجری

امام عبد القاہر جرجانیؒ ابو بکر عبد اللہ قاہر بن عبد الرحمٰن بن محمد جرجانی متوفع 471ھ۔امام جرجانیؒ کے مجاز کے موضوع پر طویل کلام ہے۔امام صاحب کی دو مشہور کتابوں میں مجاز کے بارے میں تفصیلا بحث ہے۔**"دلائل الاعجاز"** اور **" اسرار البلاغة"** ۔ مجاز کی اقسام، مجاز اور استعارہ میں فرق کو واضح کیا، مجاز کے قرینوں کا ذکر کیا، استعارہ کے بارے میں مفصل بحث فرمائی۔امام صاحب صرف لغت اور قرآن کریم میں ہی مجاز کے قائل نہیں تھے بلکہ وہ مجاز کے پرجوش داعی اور ان ممتاز عالموں میں سے ایک شاندار عالم اور دانشمند فلسفیوں میں سے تھے۔ جنہوں نے مجاز کے رازوں کو کھول کر بیان کیا۔[4]

چھٹی ہجری

امام سکاکیؒ راج الملۃ والدین، ابو یعقوب، یوسف بن ابو بکر سکاکیؒ 626 ہجری میں فوت ہوئے۔امام صاحب نے ایک کتاب وضع کی جو علوم عربیہ اور اس کے علاوہ 12 علوم پر مشتمل تھی امام سکاکیؒ نے ان الفاظ میں مجاز کی تعریف کی

---

[1]۔الزاریات، 41:51

[2]۔ابو حسن علی بن عیسیٰ رمانی، **کتاب النکت فی اعجاز القرآن**، مكتبة جامعة ملية اسلامية ، طبع: 2006ء، ص: 18

[3]۔**المجاز في اللغة و القرآن الكريم**، ج: 1، ص: 215

[4]۔عبد القاہر بن عبد الرحمٰن بن محمد جرجانی، **دلائل الاعجاز**، مکتبۃ الخانجی۔مطبعۃ المدنی، طبع: 2009ء، ص: 430

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"الكلمة المستعملة في غير ما هي موضوعة له بالتحقيق استعمالاً في الغير بالنسبة إلى نوع حقيقتها مع قرينة مانعة عن إرادة معناها في ذلك الموضوع" [1]

اس تعریف کی وضاحت میں دیکھتے ہیں موضوع لہ معنی کی تردید کے لیے ایک قید ہے۔ جبکہ امام عبدالقاہرؒ کا خیال ہے کہ اسمیں منتقلی لفظ کے معنی کی منتقلی ہے نہ کہ خود لفظ کی منتقلی۔ امام سکاکیؒ کا خیال ہے جو چیز استعارہ میں منتقلی ہے وہ لفظ کی منتقلی بھی ہے اس لیے صرف معنی کی منتقلی ہی نہیں ہے۔[2] امام سکاکیؒ نے بہت سی مباحث میں عبدالقاہرؒ کی پیروی کی ہے جیسا کہ مجاز کو لغوی اور عقلی میں تقسیم کرنا، مجاز لغوی کو کئی اقسام میں تقسیم کرنا ان میں سے ایک مجاز مرسل ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ لفظ کا اپنے اصل معنی سے ہٹ کر سیاق وسباق کی مدد سے کسی اور چیز کی طرف جانا ہے۔ ان کے درمیان ایک تعلق یا قرینہ پایا جاتا ہو مجاز کہلاتا ہے۔

ساتویں ہجری

خطیب قزوینی، جلال الدین محمد بن سعد الدین عبدالرحمٰن، 739 ہجری میں وفات پائی۔ ان کی کتاب "**تلخیص المفتاح**" امام سکاکیؒ کی کتاب "**مفتاح العلوم**" کے تیسرے حصے کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ ان کی دوسری کتاب " **الایضاح**" یہ کتاب اس کی شرح کی طرح ہے۔ مجاز کو متعارف کروانے سے پہلے خطیب قزوینیؒ حقیقت عقلیہ کو جانتے تھے جس سے مجاز عقلی نکلتا ہے۔ کیونکہ مجاز عقلی خبر میں کثرت سے پایا جاتا ہے

"أما المجاز فهو إسناد الفعل أو معناه إلى ملابس له غير ما هوله بتأول"[3]

خطیب قزوینیؒ نے مجاز عقلی کے بارے میں امام سکاکیؒ کی رائے میں سے کچھ پر کلام کیا اور کچھ کو رد کیا۔ اس کی کچھ صورتوں کا تجزیہ کیا جس میں عبارت کا اختصار اس کی درستگی اور اطراف کی درستگی شامل ہے۔ اس کے تجزیے میں قول ربانی

﴿ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا ﴾ [4]

"نسبت الزيادة التي هي فعل الله إلى الآيات لكونها سببا فيها"[5]

مفسرین ومحدثین

تیسری ہجری ابن جریر طبری، ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ۔ ابن جریرؒ کی تفسیر" **جامع البیان فی تفسیر القرآن** "۔ یہ تفسیر بالماثور ہے جو صرف صحابہ تابعین کے اقوال پر انحصار کرتی ہے۔ ابن جریرؒ آیت کا صرف ظاہری معنٰی بیان کرتے ہیں۔ اس کے رازوں کو کھولنے میں بہت محتاط ہیں۔ اس انتہائی احتیاط کے باوجود مجوزین مجاز کے پاس ان کی تفسیر میں پختہ مجاز کا ثبوت موجود ہے[6]۔

﴿ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ ﴾[7]

ابن جریرؒ نے مجاز کا اس انداز میں تجزیہ کیا اگرچہ انہوں نے مجاز کو واضح نہیں کیا جیسا کہ ان سے پہلے اور ان کے معاصروں نے کیا ابن جریرؒ اسکی تفسیر یوں فرماتے ہیں:

"وإن كنت متهما لنا لا تصدقنا على ما نقول من أن ابنك سرق فاسأل القرية التي كنا فيها وهى مصر. يقول : سل من فيها من أهلها والعير التي أقبلنا فيها وهي القافلة التي كنا فيها التي أقبلنا منها معها"[8]۔

---

[1]۔ سکاکی، ابویعقوب یوسف بن ابو بکر محمد بن علی، 626ھ، **مفتاح العلوم**، دار الکتب العلمية :بیروت، طبع ثانی: 1983ء، ص: 153

[2]۔ **دلائل الاعجاز**، ص: 460

[3] ۔ **المجاز فی اللغة و القرآن الکریم**، ج: 1، ص: 280

[4]۔ الانفال، 2:8

[5]۔ خطیب قزوینی، جلال الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن عمر بن احمد بن محمد، 739ھ **الایضاح فی علوم البلاغة**، دار الکتبۃ العلمیۃ، بیروت۔ لبنان، طبع اول: 2003ء، ص: 203

[6]۔ عبدالعظیم مطعینی، **المجاز فی اللغة و القرآن الکریم**، ج: 1، ص: 350

[7]۔ یوسف، 82:12

[8]۔ ابن جریر طبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر، 310ھ، **جامع البیان فی تاویل القرآن**، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول: 2000ء، ج: 13، ص: 25

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ان لوگوں اور قافلہ والوں سے پوچھیں جس میں ہم آئے ہیں۔اہل علم نے جوان کے بعد آئے ہیں سب نے یہی تفسیر کی ہے کہ اس آیت کریمہ میں گاؤں سے مراد اس کے لوگ اور باشندے ہیں۔ابن جریرؒ نے اسی طرح تفسیر کی۔اس لئے بہت سی آیات میں مجاز اور اس کی دوسری اقسام کی کئی مثالیں ان کی تفسیر میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

پانچویں ہجری

ابن عطیہ غرناطی،عبدالحق ابو محمد بن غالب بن عبدالرحمن متوفی 541ھ۔مجاز کے بارے میں ابن عطیہؒ کے خیالات کو تلاش کرنے میں ان کی معروف ومشہور تفسیر "**المحرر الوجيز في تفسيرِ الكتاب العزيز**"یہ اس میدان میں قابل قدر تفسیر ہے۔اس تفسیر کا طریقہ کار ابن جریرؒ کی تفسیر کے قریب ہے۔یہ دونوں ہی تفسیر بالماثور ہیں۔مصنفؒ نے اللہ کے فرمان میں مجازی معنی بیان کیے ہیں آیت

﴿ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ﴾ [1]

"وقيل سمى الدين صبغة استعارة من حيث تظهر أعماله وسمته على المتدين كما يظهر في الثوب وغيره" [2]

ابن عطیہؒ نے تفسیر بالماثور کے ساتھ ساتھ بہت سے مقامات پر مجاز لغوی اور عقلی تاویلات کی ہیں۔

چھٹی ہجری

جاراللہ زمخشری،ابوالقاسم محمد بن عمر زمخشری متوفی 535ھ۔اللہ تعالیٰ نے وہ عقل سلیم عطا فرمائی جس کا ثبوت ان کی تفسیر "**الكشاف** "ہے۔

امام جاراللہ زمخشریؒ نے قرآن کے بہت سی آیات کا تجزیہ کرتے ہوئے مختلف طریقوں کو اپنایا ان میں سب سے زیادہ نمایاں مجاز عقلی ہے۔امام زمخشریؒ اعتقاداً معتزلی ہیں۔ لہذا وہ اپنے اعتزالی عقیدے کی وجہ سے خدا کی طرف قبیح اعمال منسوب کرنے میں احتراز کرتے ہیں[3]۔

﴿ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ﴾ [4]

معتزلہ کے نزدیک مرض کا بڑھنا قبیح فعل ہے۔اسی لئے مؤلف آیت کی تفسیر میں حیلہ بازی سے کام لیتے ہیں۔تاکہ اللہ تعالی اس سے پاک ہو جائے جو کو ان کی نظر میں قبیح ہے۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں

"ومعنى زيادة الله إياهم مرضا أنه كلما أنزل على رسوله الوحى فسمعوه كفروا به فازدادوا به كفراً إلى كفرهم فكأن الله هو الذي زادهم ما ازدادوه إسناداً للفعل إلى المسبب له " [5]

تیسری ہجری

ابن قتیبہ،ماہرین لغت کی بحث میں ابن قتیبہؒ کی کتاب "**تاويل مشكل الآثار**"میں مجاز سے متعلق ان کی رائے واضح ہے۔دوبارہ اسلئے لائے کہ ابن قتیبہؒ محدثین حضرات میں معزز ترین شخصیت کے حامل ہیں۔جنہوں نے حدیث کی سب سے مشکل ترین صورتوں پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "**كتاب تأويل مختلف الحديث** "ہے۔اس کتاب میں مصنفؒ نے ایسی احادیث بیان کی ہیں جنکی تشریح کرنے میں لوگوں سے خطا ہوئی

یا جن کی ظاہری شکل اختلاف کو ظاہر کرتی ہے یا یہ ایسی چیز تجویز کرتی ہے جو خدا پر عقیدے کی اصولوں سے متصادم ہو۔ان مسائل کے حل میں مجاز کا سہارا لیا۔[6]

---

[1] ۔البقرۃ، 138:2

[2] ۔ابن عطیہ،ابو محمد عبدالحق بن عطیہ اندلسی،<u>المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز</u>،وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ، طبع ثانی:2007ء،ج:1،ص:362

[3] ۔ عبدالعظیم مطعینی، <u>المجاز في اللغة والقرآن الكريم</u>،ج:1،ص:384

[4] ۔البقرۃ،18:2

[5] ۔جاراللہ زمخشری،ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر،538ھ،<u>تفسیر الکشاف</u>،دارالمعرفۃ،بیروت۔لبنان، طبع ثالث:2009ء،ج:1،ص:45

[6] ۔ابن قتیبہ،ابو محمد عبداللہ بن مسلم،286ھ،<u>کتاب تأويل مختلف الحديث</u>،داراالکتاب العربی،بیروت۔لبنان، طبع ثانی:1999ء،ص:58

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حدیث نزول:

مفہوم الحدیث: آپ ﷺ نے فرمایا کہ االلہ تعالیٰ رات کے آخری تہائی حصے میں آسمان دنیاپر نزول فرماتاہے۔اسی طرح کی دوسری حدیث اللہ عرفہ کے موقع پر اترتاہے اورپندرہ شعبان کی رات کواترتاہے۔یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔

﴿ما يَكُونُ مِنْ نَجْوى ثَلاثَةٍ إِلاَّ هُوَ رابِعُهُمْ و لا خَمْسَةٍ إِلاَّ هُوَ---﴾ [1]

﴿ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الأَرْضِ إِلَهٌ ﴾ [2]

اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے کوئی بھی چیز اللہ کو مشغول نہیں کرتی۔[3] مصنف ؒ آیات کامجازی تجزیہ کرتاہے۔ابن قتیبہؒ نے حدیث نزول کے بارے میں فرمایا اگرہم سے کہاجائے کہ قادر مطلق کانزول کیسے ہوتاہے۔تواس کاجواب اس طرح دیں گے کہ ہمیں حدیث میں سے کچھ ترک کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہم یہاں کیفیت نزول کوبیان کریں گے کہ اس لفظ کالغت میں کیامطلب ہے۔

- ایک جگہ سے دوسری جگہ جاناجیسے پہاڑسے نیچے اترنایاچھت سے گھر کی طرف اترنا۔
- کسی چیز کی طرف آپ کی نیت وارادے سے اترنایاچڑھنا۔

یہ حدیث اس کلام کی طرح ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ میں خلفاء کے پاس گیاتاکہ تنقید کروں۔اس میں کسی چیز کاجسم کی طرح حرکت نہیں ہے۔یہاں اس سے مرادارادہ، عزم اورنیت ہے۔اس میں مجازی معنیٰ لیاگیاہے جس میں علاقہ سبب ہے۔[4]

چوتھی ہجری

ابن فورک، محمد بن حسن بن فورک متوفی 406ہجری۔انہوں نے حدیث پر کتاب لکھی"**مشكل الحديث وبيانه**"انہوں نے اس کتاب کوتھوڑے سے فرق کے ساتھ اسی طرح لکھاجیسے ان سے پہلے ابن قتیبہؒ نے لکھی تھی۔ابن قتیبہؒ کانقطہ نظر زیادہ تر ایسی احادیث کوجمع کرناتھاجس کے ظاہری معنیٰ ایک دوسرے سے متصادم ہوں ۔جبکہ ابن فورکؒ کانقطہ نظر زیادہ تر ان احادیث کی تاویل کرناتھاجن کاتعلق عقائد سے تھا۔تاکہ اللہ تعالی کومشابہات سے پاک رکھ سکیں۔مجاز کے بارے میں دلیل

حدیث ضحک

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایااللہ تعالیٰ دوآدمیوں پر ہنستاہے۔دونوں ایک دوسرے کومارتے ہیں۔وہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے[5]۔مصنفؒ نے حدیث کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے کہ جو عقیدے کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔انہوں نے اس کی وضاحت کے لیے یہ کہتے ہوئے راہ ہموار کی ہے۔

" هذا الحديث من الأخبار المشهورة عند أهل النقل وبعضها يبين معنى بعض . ."[6]

ابن فورکؒ نے فرمایاکہ عام طورپر عرب قوم کے استعمال کے طریقہ کارایساہی ہوتاتھا۔عرب قوم صاف اورواضح سڑک کے بارے میں کہتے ہیں۔"هذا طريق ضاحک" یہ ایک ہنسنے والی سڑک ہے۔حدیث کامفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت ان دوآدمیوں پر اپنے فضل، برکت اور کامیابی کوظاہر کرتاہے جو اللہ کے راہ میں

---

[1]۔المجادلۃ:7

[2]۔الزخرف،43:84

[3]۔ابن قتیبہ،**کتاب تأويل مختلف الحديث**،ص:182

[4]۔ابن قتیبہ،**کتاب تأويل مختلف الحديث**،ص:183

[5]۔ محمد بن اسماعیل البخاری،**الصحیح البخاری**:کتاب الجہاد، مسلم بن حجاج القشیری،**الصحیح المسلم**:کتاب الامارۃ

[6]۔ابن فورک،ابو بکر بن فورک،406ھ،"**مشكل الحديث وبيانه**"،عالم الکتب،بیروت، طبع ثانی:1985ء،ص:477

گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور قتل کے بعد توبہ کی دوسری بار شہادت کے ساتھ مارا گیا۔اس میں اللہ کی ہنسی کو اجر و ثواب سے مجازاً مراد لیا گیا ہے۔[1]

پانچویں ہجری

شریف رضی، ان کی کتاب "**تلخیص البیان فی مجازات القران**" ادبا اور نقاد کی بحث میں اس کے موقف کے بارے میں معلوم ہے۔ یہاں ان قتیبہؒ ابن کو محدثین میں دوبارہ اس لیے لائے ہیں کیونکہ ان کی ایک کتاب "**مجازات النبویۃ**"۔اس کتاب میں مصنف کا نقطہ نظر اپنے سے پہلے محدثین ابن فورکؒ سے مختلف ہے۔ کیونکہ وہ دونوں زیادہ تر ان احادیث میں دلچسپی رکھتے تھے۔ جن کا عقیدہ اور توحید سے گہرا تعلق ہو۔ جبکہ شریف رضیؒ اپنی اس کتاب کو لکھنے کی ایک اور وجہ بیان فرماتے ہیں۔ یہ احادیث میں بلاغی اور بیانی صورتوں کا اظہار ہے خواہ وہ اصول عقائد کو چھوتے ہوں یا نہ چھوتے ہوں بیان کرتے ہیں۔

حدیث

"مات حتف انفه" [2]

مصنفؒ نے حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مجاز ہے۔ اس لیے کہ اس نے اپنی موت کو ناک کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو ناک کے ساتھ خاص اس لیے فرمایا کیونکہ ناک وہ جگہ ہے جہاں سے موت کے وقت روح نکلتی ہے۔ مصنفؒ کی توجیہ کے مطابق حدیث میں مجاز مرسل ہے۔ یہاں جزء سے مراد کل لیا گیا ہے۔ کیونکہ ناک جسم کا ایک جزء ہے۔[3]

اصولیین و فقہاء

چوتھی ہجری

ابن حزم، حافظ علی بن احمد بن سعید بن حزم ظاہر، متوفی 487ہجری۔ ان کی مشہور کتاب "**الاحکام فی اصول الاحکام**" ہے۔اس میں مجاز اور تشبیہ کو منفرد انداز میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے قرآن و سنت میں مجاز کے لیے جو حدود مقرر کی ہیں ان میں وقوع مجاز کے اصول کا بیان کیا ہے۔

"إن الاسم إذا تيقنا بدليل نص أو إجماع أو طبيعة أنه منقول عن موضوعه في اللغة إلى معنى آخر وجب الوقوف عنده "[4]

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ﴾ [5]

اس آیت میں امر ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ تواضع کریں اور ان پر رحم کریں۔ لیکن لغت میں ذل کا معنی ذلت ہے اور اللہ اپنے بندے کو ذلیل نہیں کرنا چاہتے۔ یہاں مجازی معنی مراد لیے گئے ہیں۔ قرآن و سنت میں مجاز کے وقوع کے لیے ابن حزم ظاہریؒ کی شرائط:

"فالنقل إذا صحبه تعبد بالعمل والاسم فهو حقيقة لا مجاز"

"النقل إذا لم يصحبه تعبد بالتسمية فهو مجاز لا حقيقة"[6]

نقل عمل اور نام کے ذریعے عبادت کے ساتھ ہو تو یہ حقیقت ہے مجاز نہیں۔ نقل خدا کے نام کے ساتھ نہیں ہے تو یہ مجاز ہے حقیقت نہیں۔

---

[1] ۔ایضا

[2] ۔ یہ ایک اعتزالی اختلاف ہے۔ اسلئے کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ مقتول کی دو موت ہوتی ہیں: ایک قتل کیوجہ سے موت دوسرا وہ موت کے قریب جانا اگرچہ وہ قتل نہ بھی کیا جائے۔ اھل السنۃ فرماتے ہیں موت ایک ہی ہوتی ہے۔

[3] ۔شریف رضی محمد بن حسین بن موسیٰ، 487ھ، **مجازات النبویۃ**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ لبنان، طبع اول: 2007ء، ص: 41

[4] ۔ ابن حزم، حافظ علی بن احمد بن سعید بن حزم ظاہر، 487ھ، **الاحکام فی اصول الاحکام**، دار الآفاق الجدیدۃ، طبع اول: 2007ء، ج: 4، ص: 531

[5] ۔الاسراء، 24:17

[6] ۔ایضا

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پانچویں ہجری

امام غزالی، محمد بن محمد الغزالی متوفی 505 ہجری۔امام غزالیؒ نے کتاب میں مجاز کے بارے میں بیان فرمایا ہے جس کا نام ہے" **المستصفی فی علم الاصول**" ۔امام غزالیؒ نے فرمایا مجاز تین طرح کا ہوتا ہے۔پہلی قسم وہ جو کسی معروف خصوصیت میں مماثلت کی وجہ سے کسی چیز کے لیے مستعار لی جاتی ہے۔جیسا کہ شیر کی بہادری مشہور ہے اور شیر کی پہچان بھی مشہور ہے۔[1] دوسری قسم کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرماتے ہیں: الزیادۃ جیسے
﴿لیس کمثله شئ ﴾ [2]

یہاں پر کاف زائد نہیں ہے بلکہ یہ کسی خاص فائدہ دینے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔اگر مجاز کا استعمال بغیر کسی وجہ یا فائدہ کیلئے کیا جائے تو یہ وضع کردہ معنی کے خلاف ہوگا۔[3] تیسری قسم کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ وہ وہ کمی ہے جو فہم کو باطل نہیں کرتی جیسا کہ ﴿واسْأَلِ الْقَرْيَةَ ﴾[4] اور معنی یہ ہے کہ بستی والوں سے پوچھو یہ کمی عربوں کی عادت کے مطابق ہے۔کیونکہ اس میں رخصت ہے۔[5]

چھٹی ہجری

آمدی، سیف الدین، ابو حسن علی بن علی بن محمد آمدی، متوفی 631ھ۔علم اصول میں امام صاحب کی ایک عظیم الشان کتاب"الاحکام فی اصول الاحکام "ہے۔امام صاحب نے اسم کو تقسیم کیا ہے۔

"الاسم ينقسم إلى ما هو حقيقة و مجا ز" [6]

"من اعتقد أن المجاز وضعى قال في حد المجاز في اللغة الوضعية هو اللفظ المتواضع على استعماله في غير ما وضع له أولاً في اللغة لما بينهما من التعلق"[7]

امام صاحب نے 10 علامات مجاز بھی بیان فرمائی ہیں۔

چھٹی ہجری

بیضاوی، ابو الخیر، عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی۔اصول فقہ پر ان کی کتاب" **منهاج الاصول فی علم الاصول**" کو اہل علم میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔امام بیضاویؒ نے مجاز کی تعریف کی پھر مجاز واحد اور مرکب دونوں الفاظ میں ہوتا ہے اس سلسلے میں ان کی تین قسمیں بیان کی۔مفرد مجاز، مرکب مجاز اور مفرد مجاز دونوں۔مجاز کی شرط وہ تعلق ہے۔جس کی مختلف اقسام ہیں جیسے سببیہ، صوریہ، فاعلیہ، غائیہ اور مسببیہ۔اگر علاقہ پایا جائے گا تب ہی حقیقت سے مجاز کی طرف انتقال درست ہوگا۔[8]

ساتویں ہجری

ابن حاجب مالکی متوفی 636ھ۔اصول فقہ کی مشہور کتاب" **مختصر المنتهى الاصولی فی الفقه المالكی**" کے مصنف ہیں۔

---

[1] ۔امام غزالی، ابو حامد محمد بن محمد بن محمد، المستصفی من علم الاصول، ج:1، ص:341

[2] ۔الشوریٰ:11

[3] ۔امام غزالی، المستصفی فی علم الاصول، ج:1، ص:341

[4] ۔یوسف، 82:12

[5] ۔ایضاً

[6] ۔الآمدیؒ، سیف الدین ابو الحسن علی بن علی بن محمد آمدی، متوفی 631ھ، الاحکام فی اصول الاحکام، دار الکتب العلمیۃ۔بیروت لبنان، ج:1 ، ص: 236

[7] ۔ ایضاً

[8] ۔اسنوی، نہایۃ السوال، ج:1، ص:267

"اللفظ المستعمل في غير وضع أول على وجه يصح ... وهذا ينطبق على مذهبي وجوب النقل فيه، والاكتفاء بالعلاقة"[1]

وہ لفظ جو پہلی مرتبہ کسی دوسرے مقام پر صحیح طریقے سے استعمال ہوتا ہے۔اس کا اطلاق وابستگی اور منتقلی کے دو اصولوں پر ہوتا ہے۔مجاز کے لیے تعلق ایک ضروری شرط ہے اور یہ شکل میں بھی ہو سکتا ہے جیسے انسان کسی تصویر کے لیے یا ظاہری صفت کے لیے جیسے بہادری کے لیے شیر کا لفظ۔[2]

نویں ہجری

ابن نجار حنبلی، محمد بن احمد بن عبد العزیز بن علی المصری متوفی 972ھ۔ان کی کتاب" شرح الکواکب المنیر فی اصول الفقه"۔مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اہل بلاغت اور اہل صنعت طبقے نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ مجاز کا استعمال حقیقت سے زیادہ فصیح ہے اور یہ بات کو نرم کرتا ہے،اسے شیرینی بخشتا ہے اور اسے خوبصورتی سے ڈھانپتا ہے مجاز زیادہ فصیح جب ہوتا ہے تب حقیقی لفظ ثقیل ہو۔یعنی حقیقی لفظ کی ادائیگی زبان پر مشکل ہو۔ابن نجارؒ نے مجاز کے علاقے بھی بیان فرمائے ہیں۔[3]

خلاصہ

مجاز یہ کوئی نئی اصطلاح نہیں ہے۔یہ دو ہجری میں بھی موجود تھا۔متقدمین،متاخرین اور جدید دور کے مشہور علماء، محققین،اصولیین، بلاغیین مفسرین، محدثین، اعجازیین، لغویین فقہاءاور ادباء نقاد نے مجاز کے بارے میں اپنی تصانیف میں مختلف انداز سے بات کی۔ قائلین مجاز نے مضبوط دلائل کیساتھ اس کو بیان کیا ہے۔

حوالہ جات

- **قرآن کریم**
- ابو عبد الرحمن، خلیل بن احمد،170ھ،کتاب العین، محقق:فهدی مخزومی،مکتبة هلال،س ن
- ابو الحسن محمد بن علی بن طیب البصری المعتزلی،436ھ،کتاب المعتمد فی اصول الفقه ، محقق محمد حمید اللہ،مکتبہ دمشق،طبع اول:1964ء
- عبد العظیم ابراہیم محمد مطعینی،**المجاز فی اللغة والقرآن الکریم بین الاجازة۔۔والمنع**،مکتبة وهبة: قاہرة،طبع ثالث:2014ء
- علی بن عبد العزیز جرجانی،الوساطة بین المتنبی و خصومه، ناشر عیسیٰ البابی حلبی،طبع اول:1900ء
- شریف رضی،تلخیص البیان فی مجازات القرآن، محقق: علی محمود مکتبة الحیاة،بیروت۔لبنان،طبع:2020ء
- ضیاءالدین ابن اثیر، المثل السائر فی ادب الکاتب و الشاعر،دار نهضة،الفجالة۔القاهرة،طبع:2019ء
- ابو حسن علی بن عیسی رمانی،**کتاب النکت فی اعجاز القرآن**،مکتبة جامعة ملية اسلامية ، طبع:2006ء
- عبد القاہر بن عبد الرحمٰن بن محمد جرجانی،دلائل الاعجاز،مکتبة الخانجی۔مطبعة المدنی،طبع:2009ء
- سکاکی،ابو یعقوب یوسف بن ابو بکر محمد بن علی،626ھ،مفتاح العلوم ،دار الکتب العلمية :بیروت،طبع ثانی:1983ء
- خطیب قزوینی،جلال الدین محمد بن عبد الرحمٰن بن عمر بن احمد بن محمد،739ھ الایضاح فی علوم البلاغة،دار الکتب العلمية،بیروت۔لبنان،طبع اول: 2003ء

---

[1] ۔ابن حاجب،مختصر المنتهی الاصولی فی الفقه المالکی و شرح العضد علیه،دار ابن حزم،بیروت۔لبنان،طبع اول:2006ء،ج:1،ص: 142

[2] ۔ عبد الرحمٰن بن احمد،756ھ،شرح العضد علی مختصر المنتهی الاصولی ،دار الکتب العلمية،بیروت۔لبنان،طبع اول:2000ء،ج:1،ص: 143

[3] ۔ابن نجار، محمد بن احمد بن عبد العزیز بن علی حنبلی،972ھ،کواکب المنیر،مکتبة العبیکان۔ریاض،طبع:1993ء،ج:1،ص:155

- ابن جریر طبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر،310ھ،جامع البیان فی تاویل القرآن،مؤسسۃالرسالۃ، طبع اول:2000ء
- ابن عطیہ،ابو محمد عبدالحق بن عطیہ اندلسی،المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز،وزارۃالاوقاف والشؤن الاسلامیۃ، طبع ثانی:2007ء
- ابن حزم،حافظ علی بن احمد بن سعید بن حزم ظاہر،487ھ،الاحکام فی اصول الاحکام،دارالآفاق الجدیدۃ، طبع اول:2007ء
- ابن فورک،ابو بکر بن فورک،406ھ،"مشکل الحدیث وبیانہ"،عالم الکتب،بیروت، طبع ثانی:1985ء
- ابن حاجب،مختصر المنتہی الاصولی فی الفقہ المالکی و شرح العضد علیہ،دارابن حزم،بیروت۔لبنان، طبع اول:2006
- عبدالرحمٰن بن احمد،756ھ،شرح العضد علی مختصر المنتہی الاصولی ،دارالکتب العلمیۃ،بیروت۔لبنان، طبع اول:2000ء
- ابن نجار، محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی حنبلی،972ھ،کواکب المنیر،مکتبۃ العبیکان۔ریاض، طبع:1993ء
- شریف رضی محمد بن حسین بن موسیٰ،487ھ،مجازات النبویۃ،دارالکتب العلمیۃ،بیروت۔لبنان، طبع اول:2007ء
- ابنِ قتیبہ،ابو محمد عبداللہ بن مسلم،286ھ،کتاب تأویل مختلف الحدیث،دارالکتاب العربی،بیروت۔لبنان، طبع ثانی:1999ء
- جاراللہ زمخشری،ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر،538ھ،تفسیر الکشاف ،دارالمعرفۃ،بیروت۔لبنان، طبع ثالث:2009ء